بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً. أَمَّا بَعْدُ:

085: باب 44- زمانے کو گالی دینا یا بُرا بھلا کہنا اللہ تعالیٰ کو اِیذا پہنچانے کے مترادف ہے۔

[آیت (الجاثیۃ:24)، (بخاری:4826)، (مسلم:2246)]

کتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں ایک نئے باب سے درس کا آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب من سب الدهر فقد آذى الله تعالى" (زمانے کو گالی دینا یا بُرا بھلا کہنا اللہ تعالیٰ کو اِیذا پہنچانے کے مترادف ہے (اِیذا پہنچانے کے برابر ہے))۔

آج کی نشست میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ زمانہ کیا ہے؟ زمانے کو گالی دینے کا مقصد کیا ہے؟ زمانے کو گالی دینے سے اللہ تعالیٰ کو کیسے اذیت پہنچتی ہے؟ اور زمانے کو گالی دینے سے اللہ تعالیٰ کو اذیت کیوں پہنچتی ہے؟ اور اس مسئلے کی اصل بنیادی وجہ کیا ہے زمانے کو گالی دینا یہ بات کہاں سے آئی اور کیوں آئی؟ اور کیا آج ایسے لوگ موجود ہیں جو زمانے کو گالی دیتے ہیں یا نہیں؟
آج کے باب سے لے کر آگے تک بلکہ اس سے پچھلے والے باب میں بھی شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب اس لیے باندھے ہیں تاکہ بعض لوگوں کو جو لوگ اپنی زبان کو بھانپ کر بات نہیں کرتے اُن کو یہ علم ہو جائے کہ بعض ایسے الفاظ ہیں جن کے بولنے سے توحید میں ضرب لگتی ہے توحید کے منافی ہیں۔
پچھلے باب میں کیا لفظ تھے؟ "مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ" (کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ الفاظ تھے اور یہ الفاظ ایک صحابی کے منہ سے نکلے لیکن پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی غلطی کو نظر انداز نہیں کیا اُن کی غلطی کو غلط سمجھا اُنہوں نے سمجھایا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم یوں کہو "مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شِئْتَ" ، اور دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آیا ہے "أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا؟ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ" (کیا تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا؟ تم یوں کہو جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے)۔

تو بعض وقت بعض الفاظوں سے بھی انسان کہیں کا نہیں رہتا! یہ زبان نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے یہ نعمت اکثر لوگوں کے لیے (اِلَّا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ) نقمت اور مصیبت بن چکی ہے!

وجہ کیا ہے؟ کہ بغیر سوچ سمجھے باتیں کر لیتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے بات کرنا کتنا خطرناک ہے اس کے لیے صرف ایک ہی حدیث جاننا کافی ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص زبان سے ایک لفظ نکالتا ہے وہ لفظ اسے جہنم کی تہہ تک پہنچا دیتا ہے۔اور ایک روایت میں آیا ہے "لَا يُلْقِي لها بالاً" بغیر سمجھے بات کر لیتا ہے اسے پتہ ہی نہیں کہ اس بات کا معنی کیا ہے، کتنی خطرناک بات ہے یہ بات مجھے کہاں تک لے جاسکتی ہے انجانے میں کہہ دیا کہہ دیا بس۔

تو ایسے دوسرے الفاظ بھی موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں وہ کون سے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن الفاظوں کو بیان کرنے کے لیے اب یہ ابواب جو آرہے ہیں اس باب کے بعد میں بھی اِن کو بیان کرنے کے لیے یہ باب باندھے ہیں تاکہ مسلمان کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں مجھ سے گستاخی نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی قدر میں کیسے کروں، اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے میں اللہ تعالیٰ کے لیے کیسے الفاظ استعمال کروں اور کون سے الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں، کون سے الفاظ، جو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے کیا یہ حق ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ کا؟

خالق، مالک، تدبیر کرنے والا، مالک کائنات کا یہ حق نہیں ہے کہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے جس نے ہمیں صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں جس نے ہمیں چلنے کے قابل بنایا ہے، جس نے ہمیں زبان عطا فرمائی ہے بولنے کے قابل بنایا ہے، سننے کے قابل بنایا ہے دیکھنے کے قابل بنایا ہے، سوچنے کے قابل بنایا ہے کیا اُس کا حق نہیں ہے کہ ہم اُن الفاظوں کو جانیں جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور اُن کو اپنائیں اور اُن الفاظوں کو جان لیں جو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور اُن سے اجتناب کریں؟ حق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ۔

اِس کا تعلق توحید سے ہے؟ بالکل توحید سے تعلق ہے اس کا۔

اور کس چیز سے تعلق ہے اس کا؟ اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ہم ایمان کیسے لے کر آئیں، الایمان باللہ ارکان ایمان میں سے پہلا رکن ہے اُن میں سے ایک یہ بھی تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو الفاظ پسند فرماتا ہے "محبت، پسند کرنا" اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اِس حق کو ادا کرنا ہم پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا چیز پسند ہے کیا ناپسند ہے جب تک جانیں گے نہیں تو کریں گے کیسے؟!

پھر یہ بات جیسا کہ اس باب میں شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان فرمارہے ہیں زمانے کو گالی دینے کا ذکر، زمانے کو گالی دینا اصل میں یہ مصیبت کہاں سے آئی؟

یہ زمانۂ جاہلیت کے الفاظ ہیں"مسائل الجاهلية التي خالف الإسلام" یہ وہ جاہلیت کے مسائل ہیں جن کی اسلام نے خلاف ورزی کی ہے اور کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ الفاظ غلط ہیں جاہلیت کے مسائل ہیں اِن سے اجتناب کرو۔ اسلام نے روکا ہے اور جاہلیت کی ہر اس چیز سے روکا ہے اسلام نے جو شریعت کے مخالف ہیں جِن میں اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے کلام میں گستاخی ہوتی ہے، جو غیر شرعی امور ہیں اُن سے شریعت نے روکا ہے۔

زمانے کو گالی کیسے دی جاتی ہے اُس کی مختلف صورتیں ہیں:

1۔ پہلی صورت یہ ہے، زمانے کو گالی دینا، لعنت بھیجنا کہ لعنت ہے اس سال پر بڑا مصیبت میں گزرا ہے، لعنت ہے اِس دن پر، لعنت ہے اُس دن پر جس وقت تم پیدا ہوئے (نعوذ باللہ)، لعنت ہے اُس مہینے پر!

تو لعنت بھیجنا، گالی دینا یہ زمانے کو گالی دینے کا ایک طریقہ ہے اور یہ حرام ہے۔

2۔ دوسرا طریقہ ہے گالی دینے کا کہ زمانے کی طرف نقص منسوب کرنا کہ منحوس دن ہے آج کا دن بڑا منحوس ہے، کل کا دن بڑا کالا اور سیاہ تھا گزرا ہوا مہینہ منحوس مہینہ تھا، بدھ کا دن منحوس ہے صفر کا مہینہ منحوس ہے، یہ الفاظ جو ہیں یہ بھی جائز نہیں ہیں بشرطیکہ اِن میں سے یہ لفظ کہنا کہ آج کا دن کالا اور سیاہ ہے اگر کوئی شخص خبر دینا چاہتا ہے کہ "آج کا دن جو گزرا ہے یا جو گزر رہا ہے میں مصیبت میں ہوں اس لیے میرا یہ دن سیاہ ہے" اس طریقے سے خبر دینے کے انداز میں تو درست ہے کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن یہ شر یہ مصیبت دِن کی طرف منسوب کرنا یہ شرعاً جائز نہیں ہے حرام ہے۔ دونوں میں فرق ہے کہ نہیں؟ فرق ہے دونوں میں۔

زمانے کو گالی دینے میں کیا حرج ہے کیوں حرام ہے؟ کیوں جائز نہیں ہے کیسے توحید کے منافی ہے؟

1۔ یہ زمانہ خود بخود کچھ نہیں کرتا محتاج ہے اپنے خالق کا تو زمانے کو بُرا بھلا کہنا حقیقتاً اُس کے خالق کو بُرا بھلا کہنا ہے کیونکہ وہ خود تو کچھ نہیں کرتا ناں وہ تو زمانہ ہے اُس نے کیا کرنا ہے! تو حقیقتاً جب زمانے کو گالی دی جاتی ہے تو حقیقتاً خالق کو گالی دی جاتی ہے بُرا بھلا خالق کو کہا جاتا ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے۔

3۔ جاہلیت کے مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے، جاہلیت کے اعمال میں سے ایک عمل ہے تو اُسے اپنانا کہاں سے اچھی بات ہے؟! شر کو اپنانا کہاں خیر ہے؟!

4۔ یہ جو گالی ہے زمانے کو نہیں جاتی براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے!

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس بات کی تائید کے لیے کہ دلیل کیا ہے زمانے کو گالی دینا حرام ہے جائز نہیں ہے توحید کے منافی ہے کوئی دلیل تو ہونی چاہیے ناں، شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقول اللہ تعالی" (اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) ﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾ (الجاثية :24)۔

﴿وَقَالُوْا﴾ (اور وہ کہتے ہیں) ﴿مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا﴾ (یہ زندگی ہماری صرف یہی زندگی ہے (صرف دنیاوی زندگی ہے)) ﴿نَمُوْتُ وَنَحْيَا﴾ (ہم مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں) ﴿وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ﴾ (اور ہمیں زمانہ ہی مار دیتا ہے (زمانہ ہی ہمیں مارتا ہے))۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ (حقیقتاً اُن کو کچھ علم نہیں) ﴿اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾ (وہ تو محض گمان کرتے ہیں)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں خبر دیتے ہیں اُن کافروں کے متعلق جو دہریئے تھے۔ دہریئے وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ یہ زمانہ ہی سب کچھ کرتا ہے۔ نیچر لسٹ (Naturalist)، طبعی لوگ کہ زمانہ سب کچھ کرنے والا ہے زمانہ ہمیں زندگی دیتا ہے ہم زندہ ہوتے ہیں، پھر زمانے سے دن اور رات کے گزرتے گزرتے ہم مر جاتے ہیں۔

یہ اُن بد اخلاق، بدبخت کافر لوگوں کا عقیدہ ہے جو لوگ اتنے کمزور ہیں اتنے ضعیف ہیں کہ اُن کو اپنے وجود کی وجہ کا پتہ بھی نہیں ہے، اُن کو پتہ نہیں کہ وہ آئے کیسے ہیں! صرف زمانہ ہی جو سب کچھ کرتا ہے! اچانک زمانہ آیا، اچانک ہم آئے اچانک ہم چلے جائیں گے، بس اچانک ہی سب کچھ ہوتا ہے حقیقت کیا ہے اُس سے غافل ہیں! یہ ایسے لوگ ہیں جو صرف گمان کے مطابق زندگی گزارتے ہیں صرف گمان ہے۔ شک و شبہات، گمان ہے یقین کیا ہوتا ہے یہ جانتے نہیں ہیں کیونکہ اُن کے دل میں وہ خود بھی جانتے ہیں یقین نہیں ہے کہ زمانہ سب کچھ کرتا ہے۔

اگر زمانہ سب کچھ کرتا ہوتا تو زمانے کو پیدا کس نے کیا ہے وہ خود پیدا ہوا ہے؟! Coincidentally پیدا ہوا اچانک ہی ایسے پیدا ہوا؟! تو اچانک کیسے پیدا ہوا وہ اچانک پھر دوبارہ کیوں نہیں ہوتا؟! وہ ایک دفعہ اچانک تھا ختم ہو گیا بس! اور پھر اس اچانک کے لیے وہ کون سے Circumstance تھے وہ کون سے حالات تھے جن سے یہ زمانہ آیا ہے؟! پھر یہ کیسا زمانہ ہے جو خود گونگا ہے بہرا ہے، اندھا ہے اور لوگوں کو بینائی دیتا ہے سننے کے لیے کان دیتا ہے، سمجھنے کے عقل دل دیتا ہے؟! سبحان اللہ۔ یہ کوئی عقلمندی کی بات ہے کہ خود محتاج ہے لوگوں کی حاجت پھر کیسے پوری کرتا ہے؟!

تو یہ جو تھیوری تھی زمانے والی سوشلسٹ تھیوری یا دہریوں کی تھیوری، یا نیچر لسٹ کی تھیوری کہ نیچر سب کچھ کرتی ہے آپ سب جانتے ہیں کہ یہ ناکام ہو چکی ہے اب اس کا وجود تقریباً ختم ہونے کو آیا ہے، ملک تباہ ہو گئے، لوگوں کی سوچیں بکھر گئیں کیونکہ باطل کبھی حق نہیں ہو سکتا، اُن کے پاس خود جواب نہیں ہوتے اور وہ جانتے ہیں کہ کوئی جواز نہیں ہے ہماری یہ جو تھیوری ہے یہ محض ایک تھیوری ہے کوئی فیکٹ (fact) نہیں ہے اس کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔

ڈارون کی تھیوری (Darwin's Theory) آپ جانتے ہیں کہ لوگوں نے سائنٹسٹس نے پوری دنیا میں خاص طور پر کافر سائنٹسٹس جو ہیں انہوں نے زمین اور آسمان کو ایک کر دیا ہے اور بڑی کوشش کی ہے کہ بیچ میں جو خالی جگہ ہے وہ پُر کر لیں کسی نہ کسی طریقے سے! کہ سب سے پہلے وہ خلیہ کیسے بنا، اُس خلیے سے پھر ایک حیوان کیسے بنا چھوٹا سا کیڑا کیسے بنا، اُس کیڑے سے پھر وہ مچھلی کیسے بنی، اُس مچھلی سے وہ مینڈک کیسے بنا، مینڈک سے پھر وہ کچھوا کیسے بنا، اس طریقے سے آہستہ آہستہ وہ بکری کیسے بنا، پھر بندر کیسے بنا، پھر انسان کیسے بنا! بیچ میں بہت ساری خالی فضائیں ہیں اُن کو پُر کرنے کے لیے بڑے بڑے جھوٹ باندھے ہیں بڑے بڑے راستے اپنائے ہیں لیکن عاجز ہو چکے ہیں کیونکہ جھوٹ کبھی سچ نہیں ہو سکتا باطل کبھی حق نہیں ہو سکتا۔

اُن کی تھیوری آج بھی تھیوری ہے یاد رکھیں ڈارون فیکٹ نہیں ہے ڈارون تھیوری ہے لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ ہمارے بچوں کو یہ پڑھایا جاتا ہے میں نے بھی پڑھی ہے، بچوں کو بھی پڑھاتے ہیں! اللہ کا شکر ہے کہ میں اس ملک میں پڑھا ہوں ایف ایس سی میں ڈارون تھیوری کا نام و نشان نہیں ہے نکال دی تھی، باطل کو نکال دیتے ہیں یہاں کا نظام تعلیم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اچھا ہے لیکن میں نے یہ دیکھا ہے انڈیا پاکستان میں جو سلیبس ہمیں ملتا ہے اُس میں ڈارون تھیوری موجود ہے۔ جو بچے سائنس پڑھتے ہیں وہ اس تھیوری کو بھی پڑھتے ہیں اور جب تک اس تھیوری کے بارے میں صحیح نہ لکھیں وہ پاس بھی نہیں ہو سکتے!

ہم اسکولوں کے نظام کو تبدیل تو نہیں کر سکتے اپنے بچوں کی اچھی تربیت تو کر سکتے ہیں، اپنے بچوں کو یہ تو بتا سکتے ہیں کہ بیٹا یہ جو لکھا ہے یہ غلط ہے۔ اُس کو سمجھائیں کہ عقل اس کو نہیں مان سکتی لیکن یہ سائنس ہے ہم نے سائنس پڑھنی ہے ہمارے پاس دوسرا راستہ نہیں ہے میں کوئی خاص اسکول نہیں بنا سکتا آپ کے لیے جس میں میں خود آپ کا استاد بن جاؤں اسی اسکول میں پڑھنا ہے اور اسی معاشرے میں ہم نے رہنا ہے۔ تو جو غلطیاں ہیں معاشرے کی یا اسکول میں غلطیاں ہیں اپنے گھر میں بچے کی اچھی تربیت کر کے ہم اُن کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔

بہر حال، تو یہ تھیوری فیک (fake) ہے غلط ہے باطل ہے، آج بھی یہ فیکٹ نہیں ہے اسے نظریہ کہا جاتا ہے اسے حقیقۃ علمیۃ نہیں کہا جاتا، نظریہ ہے اور نظریہ تب تک فیکٹ نہیں بنتا جب تک کہ اُس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہ مل جائے اور کوئی ٹھوس ثبوت

نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟﴿إِنۡ هُمۡ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾ صرف کس چیز سے کام لیتے ہیں؟ گمان سے، شکوک وشبہات سے کام لیتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ جاہلیت کے مسائل کا شر آج بھی امت میں موجود ہے جس سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

جاہلیت کے بعض مسائل آج بھی امت میں موجود ہیں جن سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جن کو جاننا اور اجتناب کرنا کیونکہ جانیں گے نہیں تو اجتناب کیسے کریں گے دور کیسے رہیں گے؟! تو جاہلیت کے مسائل جتنے بھی ہیں ہمیں جاننے چاہیئں۔

2۔ زمانے کی طرف خیر اور شر کی نسبت کرنا زمانے کو گالی دینے کے مترادف ہے (زمانے کی طرف خیر یا شر کی نسبت کرنا زمانے کو گالی دینا ہے)۔

3۔ زمانے کی طرف خیر یا شر کی نسبت یہ ملحدین زندیق لوگوں کی نشانی میں سے ایک نشانی ہے، جو زندیق اور ملحد لوگ ہیں وہی زمانے کی طرف ہر خیر اور شر کو منسوب کرتے ہیں۔

4۔ بعث کا ثبوت کہ اس زندگی کے بعد دوبارہ دوسری زندگی پر ایمان، اسے کہتے ہیں الایمان بالبعث اُس کا ثبوت ملتا ہے اِس آیت کریمہ میں۔

5۔ الدھر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے نام نہیں ہے (تفصیل میں آگے بتاؤں گا ان شاءاللہ) زمانہ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے۔

6۔ جو لوگ بھی دہریئے ہیں یا دہری سوچ رکھتے ہیں وہ شکوک وشبہات اور گمان کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

7۔ سکون، اطمینان اور یقین قرآن مجید کی تعلیمات میں ہے، ایمان میں ہے، توحید میں ہے، اتباع سنت میں ہے اس کے علاوہ سب گمان ہے شکوک وشبہات ہیں۔

پھر شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفي الصحيح" (اور صحیح بخاری میں) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه" (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) "يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ" (اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں بیان فرماتے ہیں کہ آدم کا بیٹا مجھے اذیت پہنچاتا ہے)۔ کیسے؟ "يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ" (زمانے کو گالی دیتا ہے اور میں ہی زمانہ ہوں) "أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ" (دن اور رات کو میں ہی تبدیل کرتا ہوں)۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور یہ روایت مسلم میں بھی ہے متفق علیہ حدیث ہے۔ "وفي رواية" (دوسری روایت میں یہ

الفاظ ہیں)" لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ "(زمانے کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے)۔ یہ روایت صحیح مسلم کی روایت ہے۔

اس عظیم حدیث میں ہمیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حدیث قدسی ہے یہ کہ آدم کی اولاد انسان جو ہے بعض اوقات ایسا قدم اٹھاتا ہے ایسے عمل کرتا ہے ایسی باتیں کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے اور اُن میں سے یہ ہے کہ زمانے کو گالی دیتا ہے زمانے کو بُرا بھلا کہتا ہے۔

مصیبتوں کی نسبت زمانے کی طرف کرتا ہے جو مصیبت بھی آتی ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ آج کے دن ہی ایسا کیا ہے، یا آج کی رات نے ہی ایسا کیا ہے، یا آج کے مہینے نے، یا آج کے سال نے ایسا کیا ہے، یہ جو سال ہے یہ جو مہینہ ہے جو دن ہے یہ جو وقت ہے، جو گھڑی ہے اسی کی وجہ سے یہ ہوا ہے، یہ گھڑی منحوس ہے یہ وقت منحوس ہے یہ سال منحوس ہے، آخر تک۔

تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی زمانے کا خالق ہے اور مالک ہے۔ یہ کیسے پتہ چلا؟ حدیث میں ہے کہ میں ہی زمانہ ہوں۔ میں میں اور خالق مالک میں فرق ہے کہ نہیں اس کا ثبوت اگلے الفاظ ہیں " أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ "میں ہی زمانے کو تبدیل کرتا ہوں اُس میں تبدیلی لاتا ہوں۔ جو زمانے میں چینج نظر آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے یعنی زمانہ خود نہیں بدلتا زمانہ خود کچھ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ ہی زمانے کا خالق ہے اور مالک ہے اور تدبیر کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ کرتا ہے۔

" أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ "سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ زمانہ اللہ تعالیٰ نہیں ہے اور زمانہ (دھر) اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے کیونکہ دن اور رات اس دنیا کا حصہ ہیں زمانہ اس دنیا کا حصہ ہے اور یہ دنیا اللہ تعالیٰ کا حصہ نہیں ہے، کوئی بھی مسلمان یہ تصور نہیں کر سکتا کہ دن یا رات یا زمانہ، یا دنیا اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ اس لیے استعمال کیا ہے تا کہ لوگ اس زمانے کی اہمیت کو جان لیں، اپنی طرف منسوب کیا ہے زمانے کو تا کہ لوگ اس کی قدر و قیمت کو جان لیں۔

یہ وقت یہ زمانہ عام بات نہیں ہے بڑا انعام اور احسان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، آج سب سے بڑی مصیبت ہے کہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے زمانہ گزرتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ ہمارے دن اور رات آئے اور چلے جا رہے ہیں مہینے گزر گئے سال گزر گئے لیکن ہم تبدیل ہوئے ہیں ہم کہاں پر ہیں! ہاں، ہماری اچھی کچھ صورت تبدیل ہوئی ہے ضرور ہوئی ہے، ہمارا قد ہماری جسامت تبدیل ہوئی ہے کیا ہمارے اخلاق بھی تبدیل ہوئے ہیں؟ ہمارے بُرے تھے ہم اچھے ہوئے ہیں؟ کیا کیا نقص تھے ہمارے اندر اُن کو تبدیل کیا ہے؟ تبدیلی کہاں پر ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے زمانے کی اہمیت کو بیان کرنے کے لیے اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ میں ہی زمانہ ہوں یہ اہمیت ہے زمانے کی۔

لوگوں نے غلط سمجھا ہے اور کہا ہے کہ نہیں زمانہ ہی اللہ ہے، زمانے میں، خالق اور مخلوق میں کوئی فرق نہیں ہے سب کچھ اللہ ہے۔"وحدت الوجود" بعض لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ وحدت الوجود کی دلیل ہے۔ جاہل ہیں یہ لوگ، فہم سے قاصر ہیں یہ لوگ کہ سمجھ نہیں سکے شریعت کے الفاظ کو، شریعت کے الفاظوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے عمل بعد میں کرنا ہے۔ بعض لوگ سنتے ہیں عمل کرتے ہیں سمجھنا کہاں پر ہے؟! ضرورت کیا ہے سمجھنے کی بس عمل کرنا ہے شریعت پر عمل کرتے ہیں۔

عمل نہیں کرنا ہے بلکہ کیسے عمل کرنا ہے، جیسے کرنا ہے ویسے عمل کرنا ہے اپنی مرضی سے من مانی سے عمل نہیں کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے اللہ تعالیٰ کی شریعت ہے۔ دنیاوی امور میں اپنی مرضی نہیں کرتے ہم، میں ڈاکٹر ہوں مریضوں کا علاج اپنی مرضی سے نہیں کرتا اور نہ ہی مریض اپنا علاج اپنی مرضی سے کرواتا ہے میں میڈیکل کے اصول کے مطابق مریض کا علاج کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا فرماتا ہے۔

تو شریعت میں ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کا کام ہے کہ وہ آئے اپنا فتویٰ دے اپنی مرضی کرے اور کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے اور اسے اجازت ہے؟! ہم لوگوں نے اجازت دی ہوئی ہے مختلف ناموں سے نوازا ہے کہ فلاں شیخ الاسلام ہے، فلاں تقی الدین ہے، پتہ نہیں کتنے عجیب وغریب ان کو ناموں سے نوازا جاتا ہے!

نہیں میرے بھائی! یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے اس کے خاص اصول وضوابط ہیں قواعد ہیں اُن کے مطابق چلنا ہے، اُن کے مطابق زندگی بسر کرنی ہے اور اُن کے مطابق شریعت پر عمل کرنا ہے۔

دھر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے زمانہ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے جن لوگوں نے سمجھا ہے اس حدیث سے تو وہ بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں اور ایک قاعدہ یاد رکھیں قاعدہ یہ ہے کہ "ايراد الأدلة في معرفة الأخبار لا يستدل بها علي الجواز" (اگر کوئی دلیل صرف خبر دینے کے لیے بیان کی جائے تو اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اُس سے لازم نہیں کہ وہ چیز جائز ہے، وہ جواز کی دلیل نہیں بنتی)۔

جیسا کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی کہ میں زمانہ ہوں، یہ خبر ہے زمانے کی قدر وقیمت بیان کرنے کے لیے لیکن یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کا نام ہی زمانہ ہے اور اس روایت کو دلیل بیان کرنا تو اس قاعدے کے مخالف ہے، جو چیز محض خبر کے لیے بیان کی جائے اس سے شریعت کے احکام نہیں نکالے جاسکتے۔ تو یہ محض ایک خبر ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے جواز کے لیے دلیل نہیں بن سکتی۔

اس طریقے سے دوسری مثال دیکھیں کہ حدیث قدسی میں آیا ہے "مَرِضْتُ عَبْدِي فَلَمْ تَزُرْنِي" ((اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حدیث قدسی میں) کہ میں مریض ہوا میرے بندے نے میری عیادت نہیں کی)۔

کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مریض ہوتا ہے؟! کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ مریض ہوتا ہے کیا نعوذ باللہ؟!

میرے بھائی مرض ایک نقص ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے، اسماء الحسنیٰ اور صفات الکمال کا مالک ہے اس حدیث سے کوئی شخص یہ دلیل نہیں نکال سکتا کہ اللہ تعالیٰ مریض ہوا، سب یہ کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ مریض ہوا ہے تو اس کی عیادت کے لیے کوئی نہیں گیا لیکن اُس عیادت کی اہمیت کو بیان کرنے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا اجر و ثواب رکھا ہے مریض کی عیادت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر سے نکلتا ہے مریض کی عیادت کی نیت سے مریض کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے راستے کو جنت کا راستہ بنا دیتا ہے اور جب وہ وہاں پر بیٹھا ہوتا ہے اِس مریض کے ساتھ (اُس ہسپتال میں یا اُس کے گھر میں اُس بدبُو کی جگہ پر جہاں پر دواؤں کی بُو آتی ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ جنت کے باغ میں بیٹھا ہے۔

تو اس عظیم پیغام کو اللہ تعالیٰ پہنچانا چاہتا ہے اُن لوگوں کے لیے جو کوتاہیاں کرتے ہیں سستی کرتے ہیں مریض کی عیادت نہیں کرتے "میں مریض ہوا میرے بندے میری عیادت کے لیے کیوں نہیں آئے ہو" تو شریعت کے الفاظوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہاں پر خبر دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کہ مریض مریض ہوا تمہارا مسلمان بھائی ہے اُس کا حق ہے کہ اس کی عیادت کی جائے آپ نے عیادت نہیں کی لیکن انداز بیان کچھ اور تھا انداز بیان میں جو الفاظ کہے گئے کہ میں مریض ہوا۔ تو "میں مریض ہوا" کا مطلب ہر گز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مریض ہوا اور ایسے الفاظوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے اس قاعدے کی بنیاد پر۔

دوسری بات یہ ہے کہ دھر کی نسبت (زمانے کی نسبت) اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں ہے؟

کہ حقیقتاً زمانے پر تصرف اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے زمانہ کن فیکون کا منتظر ہے محتاج ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا زمانے میں۔

اس حدیث مبارکہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ زمانے کو گالی دینا حرام ہے۔

2۔ زمانہ خود کچھ نہیں کرتا، زمانے میں جو اونچ نیچ ہے جو تبدیلی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے زمانہ خود کچھ نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے کہ "أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ" یہ نہیں فرمایا کہ "یقلبھا (زمانہ) الیل والنھار"۔ "أُقَلِّبُ" میں دن اور رات کو تبدیل کرتا ہوں۔

3۔اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے، وہ زمین اور آسمان میں جو بھی تبدیلی چاہتا ہے تو اس پر قادر ہے اللہ تعالیٰ عاجز نہیں ہے ﴿اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ﴾ (البقرہ:259) کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی۔

4۔اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچانے کا ثبوت کہ مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچاتی ہے۔اذیت کا طریقہ کیا ہے کیسے پہنچتی ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کی بعض ناپسندیدہ چیزوں پر عمل کریں، اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا جن چیزوں کو اُن چیزوں کو کرنے سے اللہ تعالیٰ کو اذیت ہوتی ہے۔

یاد رکھیں اذیت اور ضرر میں فرق ہے کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کو ضرر نہیں پہنچا سکتی نقصان نہیں پہنچا سکتی یاد رکھیں لیکن اذیت پہنچا سکتی ہے اور اذیت سے لازمی نہیں کہ نقصان پہنچے۔لازمی ہے؟ مثال، دلیل کہ پیاز اور لہسن کھانا، پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانے سے منع کیا ہے۔کیوں؟ کیونکہ نمازیوں کو اذیت ہوتی ہے۔کوئی نقصان ہوتا ہے نمازیوں کو ضرر ہوتا ہے؟ نہیں ہوتا۔

تو اذیت اور چیز ہے ضرر اور چیز ہے، تو اللہ تعالیٰ کو اذیت تو ہوتی ہے ہر اس عمل کو کرکے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو نقصان کوئی مخلوق نہیں پہنچا سکتی اور نہ ہی کوئی ذات پہنچا سکتی ہے۔

5۔تو یہ جاننا کہ اذیت اور ضرر میں فرق کو جاننا، اللہ تعالیٰ کی طرف اذیت کی نسبت تو ہے لیکن ضرر کی نسبت ہر گز نہیں ہے۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس [085.کتاب التوحید] سے لیا گیا ہے۔سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio